اَللّٰہُ اَکْبَرُ

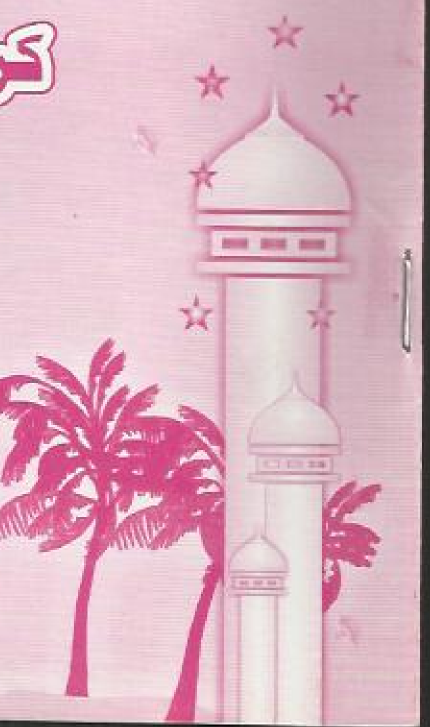
صرف اللہ ہی بڑا ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

زنبیلِ فقیر

حصہ 31

کرسی پر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت



باہتمام:

رائے فقیر محمد

نقشبندی، بریلوی، سہروردی، قادری، چشتی

فاضل فارسی، بی اے اسلامیات، ایم کام، فیلو چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ

حمد باری تعالیٰ عزوجل

﴿مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بے کسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمت بیکس نواز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پرخار بادیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

کرسی پر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت

از قلم: علامہ ضمیر احمد مرتضائی

تحقیق مسئلہ کی طرف جانے سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ جو شخص زمین پر یا زمین پر رکھی ہوئی "9 انچ کی بلند شے پر سجدہ کر سکتا ہے اس کی نماز کرسی پر جائز نہیں اور جو اس طرح سجدہ نہیں کر سکتا اس کے لئے موجودہ تختہ دار کرسی پر بیٹھ کر من حیث المسئلہ نماز پڑھنا جائز ہے لیکن رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکے گا۔ اگر دونوں کو برابر کر دیا تو نماز درست نہ ہوگی۔ البتہ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے احتیاط کی جائے۔ نیز "9 انچ نصف گز شرعی کی مقدار ہے۔

بندہ اس مسئلہ میں کافی دیر سے حل تلاش کرتا رہا اس بارے جو چند ایک مضمون سامنے آئے کی ناقابلِ تشفی رہے، کئی ایک حضرات نے یہ ... ہے کہ اس پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ... دلیل درمختار کی عبارت

"ولا یرفع الی وجهه شیئا یسجد علیه فانه یکره تحریما"

پیش کر دی۔ ایک مضمون تین، چار صفحات میں سامنے آیا اس میں کہا گیا کہ وہ قیام چھوڑتا ہے حالانکہ وہ قیام پر قدرت رکھتا ہے۔ اور قیام ایک رکن ہے جس کے ترک سے نماز نہ ہوگی۔ اس میں بھی مسئلہ کا حل نہ تھا صرف فتاوی رضویہ اور بہار شریعت سے مسئلہ کی نقل تھی اور اس مسئلہ کو کس جزیے اور کس حالت پر محمول کرتا ہے اس کا لحاظ نہ رکھا گیا تھا۔

الغرض! ہم نے ان حضرات کے اسماء ذکر کیے بغیر ان کے دلائل ذکر کر دیے ہیں۔ آگے ان کا صحیح محمل کیا ہے اور انہوں نے اس کو کس مقام پر رکھ دیا ہے۔ اس سے ہمارا اتفاق نہیں۔ "ہمیں حق سے غرض ہے شخصیت سے نہیں"۔

اس مسئلہ کے بارے بندہ نے اپنے اساتذہ کرام خصوصاً بخاری شریف پڑھتے وقت شیخ الحدیث استاذی المکرم علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی مدظلہ العالی سے تحقیق دریافت کی پھر شیخ الحدیث استاذ العلماء علامہ غلام نصیر الدین چشتی دامت برکاتہم العالیہ سے کافی دیر تک تحقیق دریافت کرتا رہا بحث و تمحیص میں ہر ایک کو چمنستانِ علم کا مہکتا ہوا پھول پایا۔ تحقیق سے نوازا اور کئی

ایک اشکال بھی خود وارد فرمائے جس کے حل کے لئے کتب فقہ میں معتبر کتب کی طرف رغبت بھی دلائی۔ پھر کئی ایک مفتیانِ کرام سے گھنٹوں تک اس مسئلے کے بارے گفتگو بھی چلتی رہی۔ بحمد اللہ تعالیٰ! اساتذہ کرام کی دعاؤں اور ان کی شفقتوں سے بندہ ناچیز نے اپنی اس مسئلہ پر تحقیق کو ترتیب دیا جس کا نام "الحکم الشرعیۃ فی الصلوۃ علی الکرسیۃ" یعنی کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت رکھا۔

چونکہ اس پر مفصل تحقیق بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے رسالے میں آچکی ہے۔ یہاں صرف چند ایک دلائل اجمالی طور پر مسئلہ کو سمجھانے کے لئے قارئین مجلہ النظامیہ کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔

نماز کے ارکان میں سے ایک رکن "قیام" یعنی کھڑا ہونا ہے۔ یہ رکن نہ پایا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن نمازی کسی عذر شرعی کی وجہ سے قیام چھوڑ سکتا ہے۔ خواہ عذر حقیقی ہو یا حکمی، عذر کی تفصیل (درمختار، ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۶۸۱، ۶۸۲ طبع مکتبہ حقانیہ پشاور...... البحرالرائق جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ طبع مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ) میں موجود ہے۔ ہم اس بات کو یہاں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ رکوع وسجدہ پر قدرت رکھ کر نماز پڑھنے والے کا حکم اور ہے اور جو سجدہ پر قدرت نہیں رکھتا اسے شریعت میں مومی یعنی اشارہ سے نماز پڑھنے والا کہتے ہیں۔ اس کا حکم اور ہے۔

پہلی صورت میں چونکہ سجدہ پر قدرت رکھتا ہے اس واسطے اس پر عذر حقیقی یا عذر حکمی کے علاوہ جتنا ممکن ہو سکے کھڑا ہونا فرض ہے خواہ تکبیر تحریمہ کی مقدار ہی کیوں نہ ہو خواہ دیوار سے یا کسی اور شے سے سہارا لے کر کھڑا ہو اتنی مقدار اس پر کھڑا ہونا فرض ہے جتنا کھڑا ہونے کی وہ طاقت رکھتا ہے اور اگر وہ سجدہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو اس پر عذر حقیقی یا حکمی کے علاوہ بھی کھڑا ہونا فرض نہیں خواہ کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا بھی ہو بلکہ اس کے لئے بیٹھنا افضل ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو: نور الایضاح مع حاشیہ ضوء المصباح صفحہ ۱۱۱ طبع مکتبہ برکات المدینہ کراچی، منیۃ المصلی مع التعلیق المجلی صفحہ ۲۲۵ طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز، قدوری مع حاشیہ المظہر النوری صفحہ ۵۹ طبع مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی، کنزالدقائق صفحہ ۳۹ طبع المصباح اردو بازار لاہور، ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ طبع المصباح اردو بازار لاہور، فتاویٰ قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۸۳ طبع المکتبۃ الحقانیہ محلہ جنگی پشاور، فتاویٰ شامی جلد ۲ صفحہ ۶۸۳ طبع المکتبۃ الحقانیہ محلہ جنگی پشاور وغیرہ۔

اور سجدہ پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں کھڑا ہونے کو ضروری قرار دینا شوافع کا موقف ہے جس کے رد میں علماء احناف کثرہم اللہ تعالیٰ یہ دلیل دیتے ہیں کہ قیام ورکوع کی رکنیت سجدہ کی طرف وسیلہ ہونے کی وجہ سے قرار دی گئی ہے کیونکہ سجدہ عبادت میں انتہائی تعظیم پر ہے لہذا یہ

عبادت میں اصل ہوا اور یہی عبادت میں مقصود بالذات ہوتا ہے کیونکہ سجدہ کو تنہا عبادت کے طور پر کیا جا سکتا ہے لیکن قیام کو نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ سجدہ تلاوت جبکہ قیام کو تنہا عبادت نہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ میں انتہائی عاجزی اور خضوع ہے حتی کہ اگر غیر اللہ کے لئے سجدہ کیا تو کافر ہو گیا جبکہ قیام میں ایسا نہیں ہے لہذا جب قیام کی حیثیت ایک وسیلہ کی سی رہ گئی تو جونہی اصل سے عاجز ہوا وسیلہ ساقط ہو جائے گا جیسا کہ وضو نماز کے لئے اور سعی جمعہ کے لئے ہے۔

(۱۔غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۲۶۲ طبع قدیمی کتب خانہ اردو بازار کراچی)

(۲۔مراقی الفلاح علی نور الایضاح ۲/۲۵ طبع المکتبۃ الفوقیہ کراچی)

(۳۔شرح النقایہ لملا علی قاری ۱/۸۳ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

معلوم ہو گیا کہ قیام عذر شرعی کے علاوہ سجدہ کرنے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں بھی ساقط ہو جاتا ہے۔اور جہاں حکم آیا کہ دیوار سے ٹیک لگا کر یا عصا کے سہارے کھڑا ہو کر ہی تکبیر تحریمہ کی مقدار ہی کیوں نہ ہو، کھڑا ہونا فرض ہے۔وہ سجدہ پر قدرت رکھنے کی صورت میں ہے۔اور یہی مطلب ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کا جو آپ سے ترک قیام کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر نمازی قیام پر قادر ہو اگر چہ وہ عصا یا دیوار کے ذریعے ہو تو اس پر حسب طاقت قیام کرنا لازم ہے خواہ وہ ایک آیت یا تکبیر کی مقدار ہو مختار مذہب یہی ہے کیونکہ بعض کا کل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ۶/۱۵۸ طبع رضا فاؤنڈیشن پاکستان لاہور)

فتاویٰ رضویہ سے فتویٰ نقل کرنا اور بات ہے اور اسے اس کے صحیح مقام پر رکھنا اور بات ہے۔بے شک، نقل کے لئے بھی عقل درکار ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں محض نمود و نمائش اور مشہوری سے بچائے اور اپنی گردن کو اساتذہ کے ادب میں جھکانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اشارہ سے نماز پڑھنے کے ثبوت پر حدیث مبارک

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے بواسیر کا مرض تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کی ادائیگی کے بارے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب۔

نماز کو اولاً کھڑے ہو کر پڑھو اگر طاقت نہ رکھو تو بیٹھ کر پڑھو اگر اتنی بھی طاقت نہ رکھو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز ادا کرو۔(بخاری شریف ۱/۱۵۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

سجدہ کتنی بلندی تک ہو سکتا ہے

اگر کسی "9 انچ کی بلند شے کو زمین پر رکھ کر اس پر سجدہ کرے تو اس کو بھی سجدہ سے نماز پڑھنے والا کہیں گے اشارہ سے پڑھنے والا نہیں کہیں گے۔ یعنی ایسے شخص کے لئے بھی حتی المقدور قیام فرض ہے۔

(۱۔ الجوہرۃ النیرۃ شرح القدوری ۱/۶۳ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)
(۲۔ فتح القدیر شرح الہدایہ ۱/۲۶۴ طبع مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

یہ بھی خیال رہے کہ رکھی ہوئی چیز کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہو۔
(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۲۵۹ طبع قدیمی کتب خانہ اردو بازار کراچی)

البتہ نصف گز یعنی "9 انچ کی بلندی تک سجدہ کا تحقق اس واسطے فقہاء کرام نے رکھا ہے کہ سجدہ کے ادا ہونے کی بلندی میں حد ہی اتنی بنتی ہے کہ اس سے اوپر کو لغت اور عرف کے اعتبار سے سجدہ ہی نہیں کہتے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ "کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت"۔
(۱۔ نخب الافکار فی شرح معانی الآثار ۲/۶۵۳ طبع الوقف المدنی الخیری دیوبند الہند)
(۲۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸ طبع قدیمی کتب خانہ اردو بازار کراچی)

نصف گز یعنی "9 انچ کی بلندی تک سجدہ اور احادیث مبارکہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آشوب چشم کی وجہ سے چمڑے کے تکیہ پر سجدہ کرتی تھیں۔
(بیہقی شریف ۲/۳۰۷ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹے تکیہ پر سجدہ فرماتے۔

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ مریض تھے آپ کے لئے چھوٹا تکیہ موڑ دیا جاتا جس پر آپ سجدہ فرما لیتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۴۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تکیہ پر سجدہ کرنے کی رخصت دیتے تھے۔
(بیہقی شریف ۲/۳۰۷ دار المعرفۃ بیروت لبنان۔

اور یقیناً اتنی بلندی پر سجدہ نصف گز ("9 انچ) سے سجدہ کی صورت میں بڑھ نہیں سکتا۔ یہاں تک ہمارے سامنے یہ بات نکھر کر آ گئی کہ جو "9 انچ تک بھی کسی بلند شے پر سجدہ کر سکتا ہو اس پر عذر شرعی کے علاوہ قیام ساقط نہ ہوگا اور جو قدرت نہ رکھتا ہو اس کی نماز اشارہ سے ادا ہوگی اور اشارہ سے پڑھنے والے شخص پر قیام ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی وضاحت کی روشنی میں جو شخص

والعوز مین پر یا زمین پر رکھی ہوئی بلند شے پر سجدہ نہ کر سکتا ہو وہ تختہ دار کرسی پر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے لئے ذرا زیادہ جھکے۔

(اللباب فی شرح الکتاب ۱/۱۰۵ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

اگر رکوع وسجدہ کو اشارہ کرنے میں برابر کر دیا یعنی رکوع کے لئے بھی تختہ پر سر رکھ دیا اور سجدہ کے لئے بھی تختہ پر سر رکھ دیا تو نماز درست نہ ہو گی۔

(البحر الرائق ۲/۲۰۰ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

خیال رہے کہ اشارہ کا تحقق سر کی حرکت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱/۵۲۷ موسستہ التاریخ العربی بیروت لبنان)

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ خیال جاتا ہے کہ جب اشارہ سے نماز پڑھنے والے نے اپنا سر تختہ پر رکھ دیا تو یہ سجدہ ہو گیا لہذا وہ سجدہ سے نماز پڑھنے والا ہو گیا۔ حالانکہ ہم نے سجدہ کی بلندی کی انتہاء "9 انچ بیان کی ہے۔ نیز ہم آپ کے سامنے وہ روایت پیش کرتے ہیں جس میں اشارہ سے پڑھی جانے والی نماز میں ایک گز ("18) کی بلندی پر سجدہ کیا گیا۔

چنانچہ امام بیہقی اپنی سنن میں حضرت ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں:

رایت عدی بن حاتم یسجد علی جدار فی المسجد ارتفاع قدر ذراع۔

یعنی میں نے حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں دیوار پر سجدہ کرتے دیکھا جس کی لمبائی ایک گز کی بلندی پر تھی۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۳۰۷ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

اب ہم اس صاحب کی دلیل کو دیکھتے ہیں کہ جس نے کہا کرسی پر نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہاں تک درست ہے۔ چونکہ ان مفتی صاحب کا استدلال درمختار کی عبارت سے ہے لہذا ہم اس عبارت کی وضاحت درمختار کے معتبر شارح اور دیگر فقہاء کرام کے حوالے سے پیش کرتے ہیں۔

درمختار کی عبارت درج ذیل ہے:

ولا یرفع الی وجهه شیئا یسجد علیه فانه یکره تحریما۔

یعنی چہرے کی طرف کسی شے کو سجدہ کرنے کے لئے نہیں اٹھایا جائے گا کیونکہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

اس کے تحت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اقول هذا محمول علی ما اذا کان یحمل الی وجهه شیئا یسجد علیه

بخلاف ما اذا كان موضوعا على الارض يدل عليه ما في الذخيرة حيث نقل عن الاصل الكراهة في الاول ثم قال : وان كانت الوسادة موضوعة على الارض وكان يسجد عليها جازت صلاته فقد صح ان ام سلمة كانت تسجد على مرفقة موضوعة بين يديها لعلة كانت بها ولم يمنعها رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك فان مفاد هذه المقابلة والاستدلال عدم الكراهة في الموضوع على الارض المرتفع ثم رايت القهستاني صرح بذلك -

میں کہتا ہوں: یہ عبارت اس صورت پر محمول ہے جب چہرے کی طرف کسی ایسی شے کو اٹھایا جائے جس پر سجدہ کیا جاسکے بخلاف اس صورت کے جب اس شے کو زمین پر رکھا جائے اس پر ذخیرۃ الفتاوٰی کی وہ روایت دلیل بنتی ہے جس کو انہوں نے اصل سے نقل کیا کہ کراہت پہلی صورت (چہرے کی طرف اٹھانے) میں ہے پھر فرمایا: اگر تکیہ زمین پر رکھا جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو اس کی نماز جائز ہوگی چنانچہ یہ ثابت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے سامنے رکھے ہوئے چھوٹے تکیہ پر (آشوب چشم) کے مرض کی وجہ سے سجدہ فرماتیں اور آپ کو اس عمل سے حضور اکرم ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔ لہٰذا ان روایات کے درمیان مقابلہ کا فائدہ اور استدلال یہ ہے کہ زمین پر رکھی ہوئی بلند شے پر سجدہ کرنے میں کراہت نہیں ہے۔ پھر میں نے قہستانی کو دیکھا تو انہوں نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہوئی تھی۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ۲/۲۸۵ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور)

اس عبارت میں صراحت سے معلوم ہوگیا کہ مکروہ کا حکم اس وقت لگے گا جب کسی شے کو اپنی طرف اٹھایا گیا ہو اور اسے زمین پر نہ رکھا گیا ہو۔

کنز الدقائق کی شرح بحر الرائق میں اسی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ زین الدین ابن ابراہیم بن محمد بن نجیم مصری علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

واما نفس الرفع المذكور فمكروه وصرح به في البدائع وغيره ..... الخ

بہر حال مذکورہ طریقے کے مطابق کسی شے کو صرف اٹھانا یہ مکروہ ہے بدائع وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ ایک مریض کی عیادت کو گئے اس کو مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھتے دیکھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو زمین پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو سجدہ کر

ورنہ سر کے ساتھ اشارہ سے نماز پڑھ اور مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی کی عیادت کو گئے اس کو نماز پڑھتے اس طرح پایا کہ اس کی طرف لکڑی اٹھائی گئی تھی جس پر آپ کا بھائی سجدہ کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جس کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس سے کھینچ کر فرمایا: یہ ایسی شے ہے جو شیطان تمہارے لئے پیش کرتا ہے سجدہ کے ساتھ اشارہ کر کے نماز ادا کرو اور مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مریض سے ایسے عمل کو دیکھ کر فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بناتے ہو اور محیط میں حضور اکرم ﷺ کے منع کرنے سے کراہت تحریمی پر استدلال کیا گیا ہے۔

اس عبارت کے تحت "منحۃ الخالق" میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

الکراھۃ فیما اذا رفعہ شخص آخر کما یشعر بہ ما ذکرہ المؤلف وعدمھا فیما اذا کان علی الارض، ثم رایت القھستانی قال بعد قولہ، ولا یرفع الی وجھہ شیئ یسجد علیہ فیہ اشارۃ الی انہ لو سجد علی شیء مرفوع موضوع علی الارض لم یکرہ ولو سجد علی دکان دون صدرہ یجوز کالتصحیح لکن لو ازداد یومی ولا یسجد علیہ کمافی الزاھدی۔

یعنی کراہت اس صورت میں ہے جب اس شے کو کوئی دوسرا شخص اٹھائے جیسا کہ مؤلف کی عبارت اس کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور کراہت اس صورت میں نہ ہوگی جب اس شے کو زمین پر رکھا جائے پھر میں نے قہستانی کو دیکھا تو انہوں نے بھی "ولا یرفع الی وجہ شیء یسجد علیہ" کی عبارت کے بعد یوں وضاحت کی ہوئی تھی کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر اس نے ایسی بلند شے پر سجدہ کیا جس کو زمین پر رکھا گیا ہے تو یہ مکروہ نہیں اور اگر بلند شے پر سجدہ کیا جو سینے سے نیچے ہو (یعنی نصف گز سے کم ہو) تو اس کی نماز تندرست شخص کی طرح جائز ہوگی اور اگر بلندی کی مقدار اس سے زائد ہو تو اشارہ سے نماز پڑھے اس پر سجدہ نہ کرے۔ (منحۃ الخالق علی بحر الرائق شرح کنز الدقائق ۲/۲۰۰، ۲۰۱ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

جامع الفصولین میں ہے:

ویکرہ للمؤمی ان یرفع الیہ عودا او وسادۃ یسجد علیھا فلو فعل فلو کان یخفض راسہ لرکوعہ ثم لسجود اخفض من رکوعہ جازت لا لو یوضع العود علی جبھتہ ثم اختلف انہ ہعد سجود او ایماء قال بعض المشائخ ھو ایماء

وهو الصحيح ولو وضعت الوسادة على الارض وسجد عليها جازت۔

اوراشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لئے سجدہ کرنے کی خاطر کسی تختہ یا تکیہ کو اٹھانا مکروہ ہے اگر اس نے ایسا کر لیا پھر دیکھیں گے کہ اگر اس کا سر رکوع کے لئے جھک گیا اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھک گیا تو اس کی نماز ہو جائے گی اس صورت میں نہیں ہوگی جب تختہ کو اس کی پیشانی پر ہی رکھ دیا جائے۔(اور سر رکوع وسجود کے لئے اپنے طریقے پر جھک نہ سکے) پھر علماء کرام کے اقوال مختلف ہیں کہ اسے سجدہ کرنے والا یا اشارہ کرنے والا شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ بعض مشائخ نے (ترجیح دیتے ہوئے) فرمایا: اسے اشارہ سے نماز پڑھنے والا کہا جائے گا اور یہی صحیح مذہب ہے اور اگر تکیہ کو زمین پر رکھا اور اس پر سجدہ کیا تو نماز (سجدہ کے ساتھ ادا) ہو جائے گی۔ (جامع الفصولین ۲ر۲۲۹ راسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی)

اس کے علاوہ دیگر فقہاء کرام نے جہاں ممانعت والی حدیث کو بیان فرمایا تو اس کے ساتھ ہی ایسی عبارت کو ذکر فرمایا جس میں رکھنے کا معنیٰ نہیں بلکہ اٹھانے کا معنی ہے اور اٹھانا زمین پر رکھ کر نہیں ہوتا۔

چنانچہ ''نورالایضاح'' میں ہے:

ولا یرفع لوجهه شيء يسجد عليه۔

اور سجدہ کرنے کے لئے کسی شے کو اپنے چہرہ کی طرف نہ اٹھایا جائے۔

اس کے تحت مراقی الفلاح میں ہے:

(ولا يرفع) بالبناء للمجهول (لوجهه شيء) كحجر وخشبة (يسجد عليه) لماقدمناه ولقوله ﷺ من استطاع منكم ان يسجد فليسجد ومن لم يستطع فلا يرفع الى وجهه شيئا يسجد عليه ولكن في ركوعه وسجوده يؤمي براسه ۔رواه الطبراني ۔

(ولا یرفع مجہول کا صیغہ ہے) یعنی جس پر سجدہ کیا جائے اس شے مثلاً پتھر، تختہ وغیرہ کو چہرے کی طرف نہیں اٹھایا جائیگا۔ اس روایت کی وجہ سے جس کو ہم نے گذشتہ بیان کیا (یعنی نبی اکرم ﷺ ایک مریض کی عیادت کو گئے اسے تکیہ پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے اس تکیہ کو پکڑا پھر اسے پھینک دیا پھر اس مریض نے ایک لکڑی (تختہ نما) پکڑی تا کہ اس پر سجدہ کر سکے آپ نے اسے بھی پکڑ کر پھینک دیا اور ارشاد فرمایا۔

صلّ علی الارض ان استطعت والا فأوم ایماء واجعل سجودك اخفض من رکوعك۔

زمین پر نماز پڑھ اگر طاقت رکھتا ہو ورنہ اشارہ سے نماز پڑھ اور اشارہ میں اپنے سجدہ کو رکوع سے زیادہ پست کر۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۰۶/۲ ...... السنن الصغریٰ ۱۸۰/۱)

فائدہ:

اس حدیث شریف میں "فاخذ عودا لیصلی علیہ" کے الفاظ ذکر ہوئے جس کا ترجمہ یوں کیا گیا ''اس مریض نے ایک لکڑی (تختہ نما) پکڑی تا کہ اس پر سجدہ کر سکے۔'' اس میں لیصلی صلاۃ سے ماخوذ ہے اور صلاۃ کا ترجمہ یہاں سجدہ کے ساتھ کیا گیا جس میں اشارہ ہے کہ حقیقتِ صلاۃ سجدہ ہے۔ اور یہی اصلِ نماز ہے لہٰذا جو سجدہ پر قادر ہو گا اس کے لئے سجدہ کی طرف لوٹنے والے تمام ارکان ادا کرنا ضروری ہیں اور جو سجدہ پر قدرت نہیں رکھتا اس پر سجدہ کی طرف لوٹنے والے ارکان مثلاً قیام کرنا ضروری نہیں رہتا اور بحمد اللہ تعالیٰ حدیث شریف سے ثابت شدہ یہی مواد احناف کا مذہب ہے جیسا کہ گذشتہ بیان ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

یہ صاحب مراقی الفلاح کی نور الایضاح کے متن پر پہلی منقولی دلیل تھی جسے انہوں نے ''لما قدمناہ'' سے بیان فرمایا اور دوسری منقولی دلیل بیان فرماتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کا فرمان عالی شان ہے۔ ''تم میں سے جو سجدہ کرنے پر طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ سجدہ کرے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے چہرے کی طرف کسی شے کو اٹھایا نہیں جائے گا تا کہ وہ اس پر سجدہ کرے۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ رکوع اور سجود میں اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے۔

(الاوسط للطبرانی ۳۲/۸ طبع مکتبۃ المعارف الریاض)

علامہ ابراہیم حلبی علیہ الرحمۃ شارح منیۃ المصلی بھی یہی عبارت ذکر فرمانے کے بعد ممانعت والی حدیث بیان فرماتے ہیں:

(ولا يرفع الى وجهه شيئا يسجد عليه) من وسادة او غيرها لقوله عليه الصلوٰة والسلام لمريض عادة فرأه يصلي ---- الخ۔

اس سے آگے مکمل حدیث اسی طرح بیان فرمائی جس طرح مریض کی عیادت والی حدیث ابھی گزری۔

مزید اس حدیث کی ثقاہت بیان کرتے ہوئے "جرح وتعدیل" کے اصولوں سے بحث فرمائی۔

رواه البزار في مسنده والبيهقي في المعرفة عن ابي بكر الحنفي حدثنا سفيان الثوري حدثنا ابو الزبير عن جابر ان النبي ﷺ عاد مريضا ...... الخ قال البزار لا نعلم احدا رواه عن الثوري الا ابابكر الحنفي وقد تابعه عبد الوهاب وعطاء عن الثوري انتهى وابوبكر الحنفي ثقة۔

یعنی اس حدیث کو بزار نے "مسند بزار" میں اور امام بیہقی نے "المعرفۃ" میں حضرت ابوبکر حنفی سے انہوں نے کہا ہم اس حدیث کو حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ہمیں حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ایک مریض کی عیادت کو گئے ...... الخ امام بزار فرماتے ہیں ہمیں اس حدیث کے بارے سوائے ابوبکر حنفی کے اور کسی کو نہیں جانتے جنہوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہو۔ اس حدیث کو حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے بیان کرنے میں جناب عبدالوہاب اور عطاء نے حضرت ابوبکر حنفی کے ساتھ متابعت فرمائی ہے۔ (علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں) اور ابوبکر حنفی ثقہ ہیں یعنی ان کے بارے کسی معتبر امام نے جرح نہیں فرمائی۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص: ۵۹۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

گذشتہ عبارات ونصوص کی روشنی میں یہ واضح ہوگیا کہ کرسی پر نماز کے مسئلہ کو من حیث المسئلہ ہم یوں دیکھیں گے کہ نمازی کی کیفیت کیسی ہے وہ سجدہ کرنے پر قادر ہے اگرچہ "۹ انچ" کی بلند شے زمین پر رکھ کر ہی سہی ...... یا قادر نہیں ۔ اگر قادر ہے تو اس کی نماز موجودہ کرسی پر باطل ہے کیونکہ وہ نماز کا اہم رکن سجدہ کو چھوڑ رہا ہے۔ خواہ وہ قیام کرتا ہو یا نہ کرتا ہو نماز نہ ہوگی۔ اور اگر وہ قادر نہیں ہے تو اس کی نماز موجودہ تختہ دار کرسی ہو یا اس کے علاوہ کرسی اس پر ہو جائے گی لیکن رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکے گا۔ دونوں کو برابر کیا تو اس اشارہ سے پڑھنے والے کی نماز

رہو گی مثلاً رکوع کے لئے بھی تختہ پر سر رکھ دیا اور سجدہ کے لئے بھی تختہ پر سر رکھ دیا۔
معلوم ہوا کہ مطلقاً جائز و ناجائز کی بات اس میں نہیں بلکہ تفصیل ہے کہ کس کے لئے جائز اور کس کے لئے ناجائز ہے۔ اور مکروہ تحریمی کا حکم در مختار اور اس جیسی دیگر عبارات میں اس وقت ہے جب نمازی کی طرف کسی شے کو اٹھایا جائے خود اٹھائے تو عمل کثیر سے نماز باطل ہو جائے گی۔
اب اس تفصیل کے بعد یہ بات بھی حل ہو گئی کہ کرسی اگر صف میں داخل کی جائے تو کیا اس سے جو صف میں کشادگی پیدا ہوتی ہے کہ حکم کندھوں کے ساتھ کندھے ملانے کا ہے یہ کشادگی اس پر عمل پیرا ہونے سے روک رہی ہے تو کیا یہ جائز ہے۔؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کرسی رکھنے والا واقعۃً مجبوری کی حالت میں ہے اور اس کا عذر گذشتہ نصوص کے مطابق بنتا ہے تو اس کا عذر چونکہ شریعت سے ثابت ہے لہذا جو عذر ضرورت کے پیش نظر ثابت ہوا تو اس سے واقع ہونے والی کشادگی ممنوعہ نہ رہے گی کیونکہ شرعی منفعت اپنے پیچھے نقصان پیدا نہیں کرتی۔ لیکن طریقہ یہی ہے کہ صف کے آخر میں کرسی رکھی جائے یہاں تک تو من حیث المسئلہ وضاحت ہوئی۔
اب احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ کرسیوں پر نماز نہ پڑھی جائے، بڑی انتہاء کی مجبوری ہو تب جا کر کرسی کا سہارا لیا جائے۔ مثلاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ۱۲ ربیع الاول شریف کو ایک مرتبہ مجلس پڑھنے کے بعد ایسے علیل ہوئے کہ آپ نے آخری لمحات کے پیش نظر وصیت نامہ بھی لکھوا لیا۔ پھر آپ کو نماز کے لئے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے جاتے نماز پڑھنے کے بعد پھر واپس لے آتے۔ (فتاوی رضویہ ۹ر ۵۴۷ طبع رضا فاؤنڈیشن لاہور)
مگر آج کل کیا ہے کہ ہلکی پھلکی جوڑوں میں درد شروع ہوئی کرسی پر نماز شروع کر ڈالی۔ یہ جوڑوں کی درد کا بہانہ لگانے والے واش روم میں بیٹھ کر قضائے حاجت کریں اپنی گھٹنوں کو اٹھنے بیٹھنے میں اکٹھا کریں لیکن نماز کے لئے انتہائی سکون کے متمنی ہیں حالانکہ یہ نہیں سمجھتے نماز کا معنی جس طرح دعا آتا ہے اسی طرح صلوٰۃ کا معنی جلانا بھی آتا ہے یعنی نماز وہ نماز ہے جس میں عشق الٰہی میں جلا بھونا جائے۔ یہ بعض حضرات نے اپنا ایک ذہنی مفروضہ تیار کر لیا ہے کہ نماز سے بندہ کو بڑا سکون ملتا ہے اور انسان کی ورزش ہو جاتی ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ نماز ایکسر سائز کے لئے ہے یا عبادت کے لئے سکون کا معنی یہ نہیں کہ جسم میں آرام و لذت کی ایک لہر دوڑے اور کام کاج کی تھکاوٹ دور کرنے کا تصور کیے رکھے۔ محبتِ الٰہی میں تھکاوٹ دور ہونے کا اور مطلب ہے کہ پیشانی مولیٰ کی بارگاہ میں ہی جھکے۔ اور اس کے جھکنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے۔ پھر عجب لوگ

دیکھے ہیں اگر انہیں کرسی پر نماز سے منع کیا جائے کہ آپ زمین پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتے اور آپ سے کمزور ترین بزرگ زمین پر سجدہ کرکے نماز پڑھ رہے ہیں تو انوکھا جواب ہوتا ہے۔ حضرت صاحب ہم اللہ کی نماز پڑھتے ہیں ان کو سمجھایا گیا جناب اللہ تعالیٰ کی نماز اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ادا ہونی چاہیے۔ تو آگے سے ہلکے ہلکے بڑبڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم عشق کی نماز پڑھتے ہیں...... جو نماز کربلا میں پڑھی گئی ان کو کہا گیا جناب آپ اپنی بات مکمل کرکہیں ہم ماننے والے ہیں پریشان نہ ہوں۔ جو کربلا میں نماز پڑھی گئی بے شک وہ عشق الٰہی سے لبریز نماز تھی لیکن پورے کربلا میں کرسی کا نام ونشان نہیں ملتا۔ چہ جائے کہ اس پر بیٹھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ہو آپ اس انگریزی ایجاد کی جان چھوڑ دیں۔ اسے مسجدوں میں دیکھ کر ایک حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ مسلمان مجاہد قوم کبھی مساجد سے تربیت جہاد لیا کرتی تھی اور کفار ومشرکین کے خلاف لڑتی تھی لیکن جب سے مسلمانوں کا یہود ونصاریٰ یارا ہوا ہے جہاد کو انسانیت کے خلاف ایک بھیانک امر ٹھہرایا گیا پھر جہاد کو بدنام کرنے کے لئے چند لوگوں کو خرید کر اسلامی وضع قطع دے کر خودکش دھماکوں سے اس مقدس جہاد کو دہشت گردی میں پھیر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سانپ کا ڈراری سے بھی وڑتا ہے۔ ان خودکش حملوں کا ڈرا جہاد کو بھی اسی گندی دہشت گردی کے ساتھ ملادیتا ہے۔ اب کافروں نے بطور طمانچہ اس جہادی تربیت کے مقدس مقام میں کرسیاں لاکر رکھ دیں کہ اب مسلمان اپاہج ہوگئے ہیں اپنے آپ کے لئے تو یہ رہے ہی نہیں عبادت سے روکنے کے لئے ایک ماڈرن طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس شر سے محفوظ فرمائے اور یہود ونصاریٰ کی سازش سے بچائے۔ اس چار دن کی زندگی میں احساس برتری بھی مسجد میں جاکر ابھرتا ہے جہاں عاجزی کرنی تھی وہاں تکبر نخوت وغیرہ بنتا جارہا ہے ان لوگوں کو کبھی مسجد میں کرسی پکڑ کر لاتے دیکھیں تو وہ بھی ایک عجیب منظر ہوتا ہے اس سکون کے بقعہ میں کرسی کو جناب کان سے پکڑے ہوئے آئے اور اس کے گھسیٹنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اس کی گونج پوری مسجد میں ہائے مسلمان ہائے مسلمان، کا نعرہ لگاتی معلوم ہوتی ہے۔ اس احتجاجی جلوس کی زد میں بیچارے امام صاحب کو قرأت کے باغوں سے نکل کر رکعتوں کی ترتیب کو آگے پیچھے کرتے ہوئے مجبوراً تھوڑی دیر اس جلوس کا استقبال کرنا پڑتا ہے جس کی پاداش میں انہیں کئی بار سجدہ سہو بھی کرنا پڑتا۔

ایک صاحب کہنے لگے جناب میں سجدہ تو کرسکتا ہوں لیکن گھٹنوں میں درد ہے اور سر چکرانے کا خوف لگا رہتا ہے بندہ نے ان سے کہا سر چکرانے کی وجہ سے آپ بیٹھ کر نماز ادا کرلیں

اور گھٹنوں میں اگر اتنی درد ہے کہ آپ آلتی پالتی مار کر یا گھٹنوں کو کھڑا کر کے یا ٹانگوں کو قبلہ رخ کر لیں لیکن سجدہ زمین پر پیشانی رکھ کر کریں کہنے لگے جی نماز ہی پڑھنی ہوتی ہے اتنی مشقت کرنے کی کیا ضرورت ہے کرسی پر ہی ہو جائے گی۔

اسی طرح ایک صاحب پڑھے لکھے معلوم ہوتے تھے کہنے لگے دیکھئے جناب نماز کے بارے حکم ہے کہ ایک طرف کھانا تیار ہو اور دوسری طرف نماز ہو تو دونوں میں سے پہلے کھانا کھایا جائے گا پھر نماز کو سکون سے ادا کیا جائے گا کیونکہ کھانا نہ کھائے گا تو ذہن میں اسی کھانے کا خیال آئے گا اسی طرح جب بندہ نماز پڑھتے وقت اسے ذرا تکلیف ہو تو نماز میں اس تکلیف کی طرف خیال رہے گا لہذا کرسی پر بیٹھ کر نماز مطلقاً جائز ہونی چاہیے۔اور ساتھ ساتھ کہنے لگے یقیناً مفتیان کرام اس بارے ضرور جواز کا فتویٰ صادر کریں گے۔

بندہ نے ان سے کہا جناب یہ قیاس کیسا ہے؟ جو آپ فرما رہے ہیں۔ایک طرف کھانا ہے اور دوسری طرف کرسی پر نماز ہے۔اگر سخت بھوک بھی لگی ہو نماز کا وقت جا رہا ہو تو پہلے نماز پڑھی جائے گی۔کھانا پہلے کھانے کا مسئلہ نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے میں ہے۔نماز چھوڑنے میں نہیں کہ سخت بھوک بھی لگی ہو دل بھی اس طرف متوجہ ہو، کھانا بھی حاضر ہو۔کھانے میں کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو۔ان صورتوں میں کہیں جا کر فقہاء کرام رخصت دیتے ہیں کہ جماعت چھوڑ سکتا ہے اگر کوئی ایک صورت بھی نہ پائی جائے تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔لیکن ان صورتوں کے پائے جانے کے باوجود اصل نماز نہیں چھوڑ سکتا۔کہاں اصلِ نماز...... ہونے کا مسئلہ اور کہاں جماعت کے ساتھ نماز کو چھوڑنے کا مسئلہ۔کرسی پر ہلکی پھلکی درد میں بیٹھنے کا حکم جماعت کو ترک کا مسئلہ نہیں بلکہ اصلِ نماز کا مسئلہ ہے کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے جبکہ کھانے کا تعلق اصلِ نماز سے نہیں وصفِ نماز یعنی جماعت کے ساتھ ہے۔

طرح طرح کے فاسد قیاس کرنیوالے لوگ نمازوں میں سستی کرتے ہوئے ایسی بے جا تاویلیں کرتے ہیں لوگ بھی بڑے سیدھے سادھے ہیں مساجد میں کرسیاں رکھوانے کو بڑی عبادت سمجھتے ہیں۔حالانکہ جو ہلکی پھلکی درد والا یا سکون کا متمنی اس پر نماز پڑھتا رہا اور جتنی دیر پڑھتا رہا اس کا گناہ کرسی دینے والے کو بھی ہوگا کہ اسے صدقہ دینے کے بارے میں بھی علم نہیں کہ اس کا صدقہ جائز ہے یا نہیں۔خصوصاً ایسا پروگرام رمضان شریف میں بڑی دلجوئی سے کرتے ہیں جبکہ رمضان میں اس کا گناہ ستر گناہ زیادہ ہوتا ہے۔ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ یہ کرسیاں قرآن مجید

پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں کیونکہ اس کا فساد بھی لوگوں پر مخفی نہیں جو کرسی پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھ رہا ہو اور اس کے نیچے صفوں میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنے والوں کے قرآن پاک سے کرسی والا اوپر بیٹھا ہو گا جس سے کلام الٰہی کی بے ادبی ہو گی۔ لہذا بے ادبی کے احتمال کے پیش نظر ہم یہ رخصت شریعت کی روشنی میں نہیں دے سکتے کہ اس پر نماز تو ہوتی نہیں چلو قرآن مجید ہی پڑھ لیا کریں یہ غلط ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرعونیت اور تکبر سے پاک عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

الحمد للہ! ہم نے اپنے اساتذہ کرام کو دیکھا سخت بیماری کے باوجود سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی تمنا میں رہتے ہیں ذرا دیکھئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس بارے کیا عمل تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نظر بند ہو گئی طبیب نے آپ کو کہا اگر آپ چند دن گدی کے بل لیٹیں تو آپ کی آنکھیں درست ہو سکتی ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے اس بارے مشورہ کیا انہوں نے (آپ کی کبر سنی اور تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے) آپ کو اس معاملہ کی رخصت نہ دی اور آپ کو کہا:

ارایت لو مت فی هذه الایام کیف تصنع بصلاتك۔

تیرا کیا خیال ہے اگر تیری انہی ایام میں موت واقع ہو جائے تو اپنی نمازوں کا کیا کرو گے (جو نماز زمین پر سجدہ کے بغیر ادا کی ہو گی) (مصنف ابن ابی شیبہ ص: ۳۹۹ بحوالہ بدائع الصنائع ۱/۲۸۶)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی آپ علیہ التحیۃ والتسلیم کے ساتھ سب لوگوں نے سجدہ کیا کوئی باقی نہ بچا جس نے اپنا سر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا نہ دیا ہو مگر ایک شخص نے (بجائے سجدہ کرنے کے سجدہ کی جگہ سے) کنکریاں یا مٹی کو پکڑ کر اپنے چہرے کی طرف اٹھایا اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فلقد رایته بعد قتل کافرا

بے شک میں نے اس واقعہ کے بعد اس شخص کو کفر کی موت پر قتل ہوتے دیکھا۔

(بخاری شریف مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بارگاہ میں سر جھکانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایصال ثواب برائے

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور

شہداء امت اور ہمارے آباؤ اجداد جو جنگ آزادی 1857ء
انگریزوں کے ہاتھوں اہل خاندان جو 1947ء
میں ہندو اور سکھوں کے ہاتھوں شہید ہوئے

دعاگو

رائے فقیر محمد
نقشبندی، بریلوی، سہروردی، قادری، چشتی
فاضل فارسی، بی اے اسلامیات، ایم کام، فیلو چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ

مفت ملنے کا پتہ

رائے ہاؤس نمبر 1-B-14-4
کالج روڈ محمد علی چوک ٹاؤن شپ لاہور